

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय  
इलाहाबाद

पुस्तक मालिका

पुस्तक मालिका

कम मालिका

1000





مجموعہ 7-1  
 یہ کتاب در علمِ نجوم و  
 سیر و آدابِ نجوم

مجموعہ 7-1

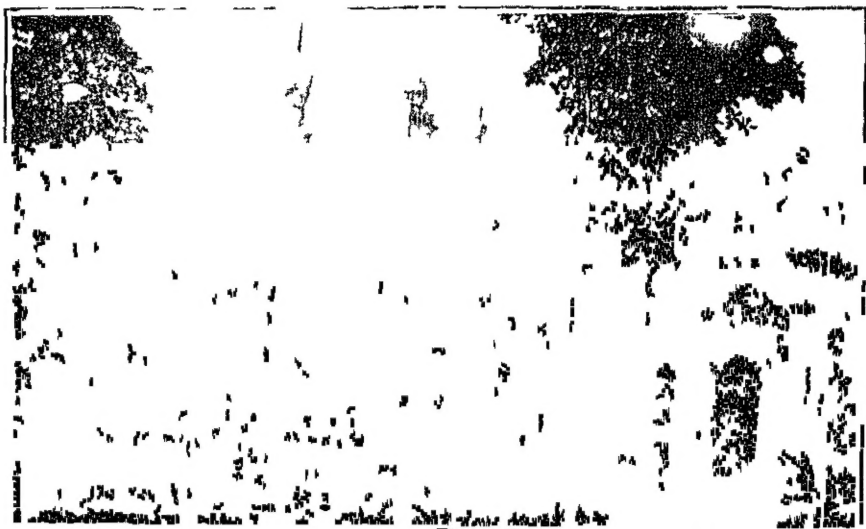
811-6

سید ابوبکر عظیم شاہ مسیحی

فلسفہ

288  
 2/4/3

یورپین شعرائے اردو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر

یورپین



سلسلہ مطبوعات کتب خانہ مسجد  
نمبر (۳۱)

# یورپین شعر اردو

(یعنی)

اگر وہ سہی اور تیز گیزی شعر اُردو کے صحیح حالات اور اس کے منتخب اُردو کلام کے نمونے

مؤلف

مولوی محمد سرور علی صنا

مؤلف مصنفین اُردو بائچ نصاب و آارجید آباد

باہت تہا

علامہ محمد

متحدہ سرانظامی کتب خانہ مسجد حوٹ

نظام دکن پر حسین آباد دکن چھپا

۱۳۲۷ھ

(حکومت قریب مملکت)



سَلَامٌ عَلَى الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## دیسپاچہ

۱۹۲۸ء میں سب سے پہلے اہل یورپ نے ساحل ہندوستان پر قدم رکھا یہ لوگ حکومت اور ملک کے حقوق و ہوس میں یہیں لکھ تجارت اور روپیہ پیدا کرنے کی حرص سے ہندوستان آئے یورپ میں آیم سے پہلے پرتگیزی ہندوستان آئے پہلا یورپی شخص جس نے ساحل ہندوستان پر قدم رکھا وہ داکوڈی کا تھا جس کا شمار اگست ۱۴۹۸ء میں ساحل کالیکٹا پہنچا یہ گیارہویں صدی کے ہندوستان آکر تجارت کے ساتھ ساتھ مذہبی تبلیغ بھی شروع کی اور رفتہ رفتہ بہت بڑا اقتدار حاصل کیا اور تھوڑی مدت میں ایک عظیم الشان تجارتی قوت قائم کر لی۔

اس کے بعد دیگر یورپوں نے اسی تجارتی قوت و اقتدار کے مل پر طبع طرح کے مظالم شروع کر دیے اس کے ہولناک مظالم کا ذکر تاریخ کے صفحات میں موجود ہے اس کی طوفاں بے تیزی سے ساری قوم مدام ہو گئی یہ گیارہویں صدی کی حکومت ہندوستان میں کچھ عرصہ تک سب پر رہی اس کے بعد اس کا حاکم ہو گیا ظالم حکومت کا حاکم ہونا چاہئے وہی ہو یا دیگر یورپوں کی حکومت و اقتدار حاکم ہو لیکن ہندوستان میں اس کے بعض آثار باقی رہ گئے اور اب تک ماقی و قائم ہیں اس کی سب سے بڑی یادگار وہ ہے جو وہ ہندوستان راولوں پر چھوڑ گئے ہیں۔

ہندوستان کے ان مقامات میں جہاں یورپ نے آبادیاں بنائیں وہاں دیسیوں کے ساتھ معاملات کا رونا رادرات نہایت میں ایک دوسرے کو ایسا مافی الصیر سمجھائے کے لئے یورپ میں اتنے دن کو کچھ کچھ دیسی



سکھسی پڑتی تھی، اس وقت ہندوستان کے ایک بڑے حصہ کی عام اور مشترک زبان سگالی بھی اس چل کے سب سگالی مڑھی، آسامی اور ہندوستانی زبانوں نے سگالی اثر قبول کیا یہاں حت صرف اردو سے ہے اور بہت سے اہل سگالی الفاظ اردو میں شامل ہو گئے، فرانسیسی اور یورپین زبانوں کا اردو زبان پر بھی صیف اثر پڑا، سگالی، فرانسیسی اور یورپین قوموں کے بعد انگریز ہندوستان میں آئے اور ایسے آئے کہ رفتہ رفتہ تمام ہندوستان کے مالک ہو گئے۔

یورپین اور یورپی باشندوں کے مسل سلاب کے باعث یورپین احساس کو یورپی زبان سکھنے کی ضرورت پڑی، زبان کی تحصیل کے بعد اس زبان میں کتابیں لکھنے کا شوق پیدا ہوا ابتدائی یورپین مصنفین کی اردو تصانیف تالیفات کی اگرچہ ادبی لحاظ سے کوئی وقعت نہیں لیکن تاریخی لحاظ سے وہ قابل لحاظ ہیں۔

سترھویں صدی کے یورپین تیاہوں نے اپنے سفر ناموں اور خطوط میں اردو زبان کا ذکر کیا لیکن اٹھارویں صدی سے یورپیوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ کی، ہندوستانی صرف سحر پرستے پہلے جاں حوتوا کٹلر نے ایک کتاب لکھی جو ڈیوڈل نے ۱۷۸۲ء میں تالیف کی اس کا سہ الیفٹ ۱۷۸۲ء ہے شخص ولندیزیوں کی حاب سے شاہ عالم (۱۷۸۲ء) اور جہانگیر شاہ (۱۷۸۲ء) کے دربار بھیجا گیا تھا۔

کٹلر کی صرف سحر کی اشاعت کے ایک سال بعد شری شلیر سے کی اردو صرف سحر ۱۷۸۲ء میں طبع ہو کر تالیف ہوئی اس کے بعد ۱۷۸۲ء میں ہیڈلے نے اردو کی صرف نوح تالیف کی ایک اور یورپی اردو الفاظ کی ایک مختصر رسالہ لکھی جس میں ایک دوسرے کے مقابل میں مترادف الفاظ دکھائے۔

اس کے بعد یورپینوں میں کا دوسرا دور شروع ہوا اور صرف سحر سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد وہ دوسرے طرف متوجہ ہوئے ۱۷۸۲ء میں فرگس نے ہندوستانی زبان کی ایک لغت لکھی ۱۷۸۲ء کے بعد سترہویں صدی کے سٹیمس ڈاکٹر گلکراٹسٹ کے تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا ڈاکٹر صاحب مروت اردو زبان پر بہت سی قابل قدر کتابیں لکھی جس کے نام یہ ہیں:-

- (۱) انگریزی ہندوستانی لغت طبع کلکتہ ۱۷۹۶-۱۷۹۷ء۔
- (۲) ہندوستانی، انگریزی کی درسگاہ اور ترقی میں انگریزی صرف سحر ایک مقدمہ اسکا دور  
اوپر تین اضافہ و ترمیم کے ساتھ ۱۸۱۷ء میں اوڈنر سے شائع ہوا۔
- (۳) مشرقی زبانوں میں اس کے ابتدائی مسائل تھمول انگریزی ہندوستانی دہندوستانی  
انگریزی لغت۔ طبع کلکتہ ۱۷۹۷ء۔
- (۴) مذکورہ بالا کتاب کا خلاصہ مع بعض اصافوں کے۔ طبع کلکتہ ۱۸۱۷ء۔
- (۵) فارسی فعل کا جدید طریقہ مع ہندوستانی مترادفات کے۔ طبع کلکتہ ۱۸۱۷ء۔
- (۶) رہبانے راں اردو۔ طبع کلکتہ ۱۸۰۷ء۔
- (۷) اتالیق ہندی۔ طبع کلکتہ ۱۸۰۳ء۔
- (۸) ہندی، عربی، آئینہ (یہی ایسے عربی الفاظ کی حدیں جس کا ہندوستانی زبان سے حاصل  
تعلق ہے طبع کلکتہ ۱۸۰۷ء۔
- (۹) مکالمہ انگریزی، ہندوستانی طبع لندن ۱۸۱۲ء۔
- (۱۰) قصص مشرقی۔ قدیم حکایات و قصص کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں۔ طبع کلکتہ ۱۸۱۳ء۔
- یورپ میں صیغے کے لکھنے کی طرف بھی خاص توجہ کی، اس سلسلے میں بعض اچھے لغات لکھے  
گئے۔ ان میں سے دو اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، دوسری اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، تیسری  
۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، دوسری اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، تیسری اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی،  
چوتھی اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، پانچویں اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، چھٹی اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی،  
ساتھی اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، آٹھویں اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، نویں اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی،  
دسویں اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع ہوئی، اسی راہ میں ڈاکٹر فیلس نے اردو کی  
لغات لکھیں ان کی ہندوستانی انگریزی لغت بہت بہتر ہے اہل راں کی تہوار ایک دولت بھی  
ڈاکٹر فیلس کی لغت سے ماخوذ ہیں۔
- اردو زبان کا عاقبت اور اردو ادب و تاریخ کا سب سے بڑا یورپی ماہر ایک فرانسیسی ہے کلام

گارس داسی ہے اگرچہ وہ ہندوستان کی کئی زبانیں ماساتھا لیکل اور مانجاس کو عشق تھا ہر جگہ اور مجلس میں وہ اردو کی تعریف بکارتا، اردو زبان میں بہت محرمے ساتھ خط و کتابت کرتا تھا اس کے اردو خطوط اتناک بیرس کی تیل لائبریری میں محفوظ ہیں گارس داسی جب ہندوستان سے فرانس کی داس گیا تو اس نے وہاں بھی اردو کو فراموش نہیں کیا وہاں ہر سال اردو علم و ادب کے ارتقاء و ترقی پر لکھ دیا کرتا یہ لکچر بہت دلچسپ اور پرمعلومات ہیں اس بہت سی اردو کتابوں کے ترجمے فرمیں ہی زبان میں تالیف کئے اور اپنے ملک و قوم کو اردو تصانیف سے روشناس کرایا اس کے تصانیف بالعموم بہت طویل ہے جس میں سے بعض کتابیں حسب دل ہیں۔

(۱) اسحاق ارگل کا ڈلی مع ترجمہ مولو بیرس ۱۳۵۷ھ۔

(۲) سق امور قصبے میں اور گیب مرحدہ عربی و فارسی اور ترکی مطبوعہ بیرس ۱۳۵۶ھ۔

(۳) ایک ہندوستانی ڈراما کا اسحاق بیرس ۱۳۵۷ھ۔

(۴) اردو زبان کا ابتدائی رسالہ بیرس ۱۳۵۳ھ۔

(۵) ہندوستان کے مقبول گیت۔ بیرس ۱۳۵۴ھ۔

(۶) مسوح آفات قرآن۔ بیرس ۱۳۵۴ھ۔

(۷) اسحاق اب ار اردو ہندی۔ بیرس ۱۳۵۷ھ۔

(۸) مشور ولس کی فارسی سکرت اور رنگی کی پیٹو اسٹڈی بیرس ۱۳۵۵ھ۔

(۹) ۱۳۵۷ھ اور ۱۳۵۹ھ کے درمیان اردو ادب کی ترقی پر مضمون۔ بیرس ۱۳۵۷ھ۔

(۱۰) ۱۳۵۷ھ اور ۱۳۵۹ھ کے درمیان اردو ادب کی ترقی پر مضمون۔ بیرس ۱۳۵۷ھ۔

(۱۱) مسلمانوں کی مذہبی و فلسفیانہ شاعری ماحود اسطوق الطیر مولو شہرست مراد الدین عطار

بیرس ۱۳۵۷ھ۔

۱۳۵۷ھ لکھنؤ کا اردو ترجمہ افس ترقی اردو اور رنگ آبادیہ اب اباب سعود جگت آباد کر کے لکھ لکھ

سالہ اردو میں تالیف کیا ہے یہ بہت قابل قدر چیز ہے ۱۴

- (۱۰) مسلمانوں کا علم و لغت ماحودار حقائق السلاعت - میرسن ۱۸۴۴ء
- (۱۱) انتخاب ارنو کستان بیج ہندی - میرسن ۱۸۵۲ء
- (۱۲) صبار تکتلا ماحودار ہماہارت سرسن ۱۸۵۸ء
- (۱۳) اردو وٹولہس و مصنف کے حالات اور ان کی سیفیفات کا ذکر - میرسن ۱۸۶۸ء
- (۱۴) اسما و القاب اہل اسلام - میرسن ۱۸۵۵ء
- (۱۵) ذکر و ذکرہ حاشیہ علی رحالات معرا و مصنفین ہندی اردو - میرسن ۱۸۳۸ء
- (۱۶) نظر مرالوار، سہلی - میرسن ۱۸۳۷ء
- (۱۷) ذکر و ذکرہ حاشیہ عربی - فارسی - اردو - میرسن ۱۸۲۸ء
- (۱۸) ہندوؤں کے ان کہانوں کا مال جس کا تہ اردو کہانوں سے ملتا ہے میرسن ۱۸۲۴ء
- (۱۹) مسلمان ترقی کا علم عروس (خصوصاً عربی - فارسی اردو) میرسن ۱۸۲۵ء
- (۲۰) مسلمان ترقی کا علم عروس و لغت - میرسن ۱۸۲۷ء
- (۲۱) ہندی کا ابتدائی رسالہ
- (۲۲) ہندی دیکھی ہندو سائن کا ایک مہور ساعر ۱۸۴۳ء
- (۲۳) فلسفہ ہمہ ساسام و قرآن و دعائے احوال و اعمال بریس ۱۸۴۴ء
- (۲۴) تاریخ تیرتا ہی کے ایک باب کا ترجمہ میرسن ۱۸۶۵ء
- (۲۵) آثار النصار و کارجہ میرسن ۱۸۵۲ء
- (۲۶) فلسفہ حیدری مکیں کی بطون کا ترجمہ میرسن ۱۸۴۵ء
- (۲۷) ترجمہ و انتخاب احوال الصفا - میرسن ۱۸۶۴ء
- (۲۸) مذہب اسلام کے عقائد ماحودار و آں ہرن ۱۸۲۹ء
- (۲۹) انتخاب کلام سرتقی میرع ترجمہ - میرسن ۱۸۲۷ء
- (۳۰) ترجمہ شریعہ قوانین اسلام میرسن ۱۸۲۴ء

(۲۳) سدا آموز قصوں کا ترجمہ - بیرس ۱۸۲۱ء

(۲۴) ترجمہ قصہ کامر و ب مولفہ تحسین الدین - بیرس ۱۸۳۷ء

(۲۵) عہدِ اُہی کی مدت دستو داس کی ایک ہندی کتاب کا ترجمہ بیرس ۱۸۵۲ء

(۲۶) انتخاب کلام دلی مع ترجمہ - بیرس ۱۸۳۶ء

ہامی کی بہترین تالیف تذکرہ شعرائے اُردو ہے جو دو حجم ط ہیں۔ ان میں سے پہلے ۱۸۴۷ء میں شائع ہوا ہے اس کے بعد ٹولف نے نظر ثانی کر کے ۱۸۷۷ء میں اس کا ایک دوسرا ترمیم شدہ ایڈیشن میں طبع کیا۔ شائع کیا ہے اور اردو ہندی کی تاریخ اور اصناف سخن پر ایک طویل اور جامع مقدمہ لکھا ہے اس تقریر میں ہزار اردو ہندی شعرا و شاعروں کے حالات ہیں۔

انگریزوں نے اردو زبان پر یہ اچھا عظیم کیا کہ ہندوستان کے سول اور فوجی یورپ میں عہد و اہل کی مرقی زبانوں کی تعلیم کے لئے مارکوٹس آف ویلرلی گورنر جنرل ہندوستان کی سرپرستی میں معام جوڑم کلکتہ ایک کالج قائم کیا ڈاکٹر گلکراؤسٹ اس کے پہلے پریل مقرر ہوئے ڈاکٹر صاحب موصوفے اپنا نام اس مہمگرمی کے ساتھ ادا کیا کہ اردو زبان کو بہتہ کے لئے ایسا ماسوں احسان نالیا۔

انگریزوں کا اردو پر یہ احسان بھی کیا کہ ۱۸۴۷ء میں حب فارسی زبان سرکاری وزارت متروک ہو گئی تو اس کی جاتیسی کے لئے اردو زبان کو فخر کیا گیا حکومت کی دھڑ میں ہندوستان کی زبانوں میں مولے اردو کے کوئی دوسری زبان اس قابل نہیں سمجھی گئی کہ سرکاری دفاتر کی زبانوں کے صدر دیوانی سے حکم ماحد کیا گیا کہ اس کی تمام ماتحت عدالتوں میں اردو زبان کو رواج دیا جائے اردو کھانا پر انعامات مقرر ہوئے مدارس میں اردو کی تعلیم شروع کی گئی۔ اردو زبان کے ساتھ انگریزوں کی کجی اس واقعہ سے بھی سبھی واضح ہوتی ہے کہ آج سے تقریباً پچاس سال پیشتر حار و اخبارات صوبہ متحدہ اور حجاب میں شائع ہونے والے تھے نصف یا تہائی کے قریب ان کے حریدار انگریز ہونے تھے برخلاف اس کے آج سارو مادہ ہی کوئی انگریز اردو اخبار کا حریدار ہوگا۔

خود ملکہ عطرہ کوٹورہ قیسرہ ہند کو بھی اردو سکھے کا توفیق ہوا اگر کے مولوی بکرت اللہ صاحب

ملکہ کو اردو پڑھانے کے لئے لندن بھیجے گئے ملکہ نے مقوڑے عرصہ میں اس قدر اردو سیکھ لی کہ آپ  
ایسا رور مامیہ اردو میں لکھا کر لی تھیں۔

یہاں تک تو ترا اردو کا تذکرہ تھا نظم کے متعلق ماحود کو تنقید و تحقیق کے اس بات کا پتہ  
ہمیں چل سکا کہ اہل یورپ میں اردو کا سب سے پہلا شاعر کون ہے لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں  
صدی کے آغاز میں اہل یورپ میں اردو شعر گوئی کا مذاق پیدا ہو گیا تھا جو کہ اس زمانہ میں مغرب  
میں اردو شاعری سب پر بھی گھر گھر معروف و معن کے چرچے تھے جا بجا متاع عربی ہوا کرتے تھے، اہل یورپ  
اور ہندوستانیوں میں مخلصانہ تعلقات کے قیام کے باعث اکثر اہل یورپ مسلمانوں کی مجلسوں اور  
صحفوں میں سرسبز رہا کرتے تھے ان ماقول نے اس میں شعر و شاعری کا مذاق سدا کر دیا اور غالباً  
اطلسی سراج اہل یورپ کو اردو شعر گوئی کی ترعب ہوئی اور انھوں نے شعر کہا شروع کیا۔

اتک یورپ میں شعرائے اردو کے متعلق کوئی خاص تذکرہ نہیں لکھا گیا عام شعرائے اردو کے  
حسن و مدد تذکرہ ہے ان میں یورپ میں شعرائے اردو کے کچھ حالات ملے ہیں لیکن کہیں تذکرہ ہے  
اس بات کا تہہ نہیں چلتا کہ اہل یورپ میں سب سے پہلے کس نے اردو میں شعر کہا عام شعرائے اردو  
کے تذکروں میں صرف دس بارہ یورپ میں شعرائے اردو کے نام ملتے ہیں جن میں بعض مالص یورپ میں  
ہیں تو یورپی النسل ضرور ہیں

مجھے اس تذکرہ کی تالیف و ترتیب کے لئے تقریباً پندرہ اشعار شعرائے اردو کے نقلی و مطبوعہ  
کی ورق گردانی کرنی پڑی سب سے تذکروں میں کسی یورپ میں شاعر کا ایک آدھ نام بھی نہ ملا بعض  
تذکروں میں صرف دو نام ملے اور حالات کا تو بالکل تہہ نہیں چل سکا مگر کلام کے صرف ایک شعر  
لکھنے نظر آئے حتیٰ کہ بعض صاحب دیوان شعرا کے حالات بھی ایک دو سطر سے زیادہ نہ ملے اردو  
تذکروں کے علاوہ انگریزی تاریخوں اور انگریزی رسالوں سے اس شعراء کے حالات فراہم کئے  
ہمیں عرصہ طویل تلاش اور عرق ریزی کے ساتھ ایک ایک معلوم حاصل کیا کہ یہ کلدت تیار کر کے ارباب نظر  
اور اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اگر ارباب علم نے سچ چیز سمجھ کر اس کی قدر کی

اس کو بند فرمایا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھک جائے گی۔

اس میں شک ہے کہ یہ تذکرہ ایسی قسم کا پہلا ہے کہ ہے آج تک اُردو زبان میں اس  
موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جس کتابوں اور کمالوں سے اس کتاب کی تالیف و ترتیب  
بروزی گئی ہے اُن کی بہت سی بھی درج کر دی گئی ہے فقط

حاکم سار

محمد دایہ علی

کتاب حائسی چوک  
حیدر آباد دکن  
مورخہ نمبر ۱۱۱۱

## ماخذ المصنف

- اس تذکرہ کی ترتیب و بالیف میں حسب ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔
- (۱) تذکرہ شعراء اردو و مؤلفہ گارس و تاسی (زماں فریج) تاسی نے شعراء اردو کا یہ تذکرہ بیس سے ۱۸۴۷ء میں دو حجم حلدوں میں تعلق کیا تھا اس کے بعد ۱۸۷۷ء میں بطرانی کر کے مؤلف نے مرید شعراء کے حالات اصافہ کئے اور اس کا دوسرا ڈبیت میں صحیح حلدوں میں ۱۸۷۷ء میں سرے سے سائے کیا اس کے تفریع میں اردو ہندی کی تیاج اور اصافہ جس پر ایک طویل اور عرصہ بہ عرصہ لکھا ہے اس تذکرہ میں میں ہر اردو ہندی شعراء کے حالات ہیں جس میں ۲۵ ہندی کے اور تبقیہ ۲۰۵ اردو شعراء کے تالی اللہ کر بعد ازیں ۲۱ مسلمان شعراء ہیں۔
- (۲) طبقات الشعراء مؤلفہ مستی کریم الدین۔ مشرف فیل متہو لیت یو کے گارس و تاسی کے فریسی تذکرہ کا انگریزی میں خلاصہ کے طور پر ترجمہ کیا تھا مستی کریم الدین نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے خوشنڈہ نہیں مقام مدلی جیسا ہے
- (۳) گلشن بنجارہ مؤلفہ لواء محمد مصطفیٰ حان سمعہ۔ اس کا اس بالیف مسئلہ ہے اردو شعراء کے حالات فارسی زبان میں لکھے ہیں اس میں تقریباً ۶ سو اردو شعراء کا حال اور اس کے کلام کا انتخاب ہے صفحات ۲۰۲ ہیں۔
- (۴) سخن شعراء مؤلفہ عبد العصوراں سلح رامہ حال کاہت عمدہ تذکرہ ہے بن بالیف مسئلہ بھری ہے ۸۲ صفحات ہیں۔
- (۵) چٹخانہ جاوید تذکرہ ہزار و اثنان مؤلفہ لاد سری رام ایم نے جو اردو کے شعراء ماضی و حال کا مکمل تذکرہ ہے انک اس کی میں حجم حلدیں تعلق ہوئی ہیں تیری حلد ردیف رلہ بہ سقہ طہریتم ہوئی ہے تیری حلد کا اس طہریتم مسئلہ ۶ ہے



(۶) انتخاب یا دو گار مؤلف <sup>۱۲۹</sup> متی امیر احمد یانی امیر۔ اس کا سن تالیف <sup>۱۲۹</sup> ہے۔ لواء کلب علیان والی ریاست رامپور کی فرایت سے یہ تذکرہ لکھا گیا ہے اس میں صرف تین شعرائے اردو کا ذکر ہے جس کا وطن ریاست رامپور ہے یا اس ریاست سے متعلق رہے ہیں۔

(۷) یا دو گار صنیم مؤلف <sup>۱۳۰</sup> محمد عبداللہ جلی صیم۔ اس کا سن تالیف <sup>۱۳۰</sup> ہے۔ اس میں مؤلف سائے شعرا کا تذکرہ لکھا ہے جو <sup>۱۳۰</sup> میں زندہ تھے یہ تذکرہ ۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔  
(۸) تذکرہ فرح بخش مؤلف <sup>۱۳۱</sup> لواء یا محمد جلی صیم۔ لواء محمد جلی صیم <sup>۱۳۱</sup> میں۔ اس کا سن تالیف <sup>۱۳۱</sup> ہے اس مختصر تذکرہ میں اس شعرائے اردو کا ذکر ہے جو ریاست <sup>۱۳۱</sup> میں رہے تھے یا جس کا توکل اس ریاست سے تھا صفحہ ۱۰ ہے۔

(۹) عمدۃ المنتخبہ مؤلف <sup>۱۳۲</sup> لواء میر محمد جلی صیم۔ یہ ہایت ضخیم تذکرہ ہے اس کا سن <sup>۱۳۲</sup> ہے۔ اس میں شعرا کا بارہ وار تذکرہ کے حالات ہیں یہ تذکرہ <sup>۱۳۲</sup> ہے۔  
(۱۰) خطبات گارن قاسمی گارن قاسمی کے لکھے ہوئے مقام میں اردو زبان کی تاریخ <sup>۱۳۳</sup> میں دئے گئے تھے اور جس کا اردو ترجمہ امین ترقی اردو نے نواب محمد جلی صیم ہمدانی کے لکھے ہوئے رسالہ اردو میں تالیف کیا ہے۔

(۱۱) انتخاب دوایون مرد <sup>۱۳۴</sup> سید فضل احمد حسرت موہانی۔

(۱۲) نیواورنیٹ لاہور۔ رسالہ انگریزی حلد نمبر ۲ مائے فروری <sup>۱۳۵</sup>۔

(۱۳) مخزن۔ مائے مارچ <sup>۱۳۶</sup> طبع دہلی۔

(۱۴) فہرست کتب خانہ شاہ اووہ مرد <sup>۱۳۷</sup> ڈاکٹر اسیر نگر جلد اول۔

(۱۵) جرنل آف انڈین ہٹری مطبوعہ آباد جلد اول حصہ دوم (انگریزی) <sup>۱۳۸</sup>۔

(۱۶) گلستان بخیال ملت بیعت غلیب مؤلف <sup>۱۳۹</sup> حکیم قطب الدین خاں باطن دہلی۔

(۱۷) سراپا سخن مؤلف <sup>۱۴۰</sup> سید محسن علی بنجود۔

(۱۸) رسالہ اردو اوزنگ آباد جلد چارم حصہ نہدہم دیانندہم مائے <sup>۱۴۱</sup>۔

(۱۹) رسالہ معارف اعظم <sup>۱۴۲</sup>۔ حلد دوم عدد دوم مائے <sup>۱۴۲</sup>۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## یورپین شعرا کے اردو

**آزاد** | الکریڈر ہیڈرلی (Alexander Hedderly) نام آزاد کا  
بارہ کا نام پر ہیڈرلی تھا۔ ان کے خاندان کے حالات کا یہ ہیں جن سے اس کا تعلق معلوم  
ہوتا ہے کہ ان کے ابا اسیویں صدی کے اوائل میں دہلی آئے تھے۔ الکریڈر ہیڈرلی کے  
بابا نے مسلمان عورت سے شادی کی تھی جس کے باعث ہندوستانی طریقہ معاشرت اختیار  
کی۔ آزاد کی پرورش و تربیت بھی اہل اسلام کے طرز پر ہوئی تھی اور مسلمانوں کی صحبت  
ان میں شعروں کا ذوق پیدا کر دیا تھا۔ آزاد اٹھارہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے جو کہ غلطیوں  
تاعری کا مذاق تھا اس لئے بہت حد تک ان کے کلام کا سہرا ہو گیا بہت سے مدح و تحسین  
ان کے پاس جمع رہا کرتا تھا آزاد کو اب نہیں العابدین خان عارف دہلوی کے شاگرد تھے  
اور کبھی کبھی مرزا غالب سے بھی مدد و خط و کتابت اصلاح لیا کرتے تھے آزاد نے ایسے استاد  
عارف کی تعریف میں ایک قصیدہ اور ماتم میں ایک مرتبہ تاریخ وفات لکھا ہے جو ان کے  
دیوان میں موجود ہے۔

آزاد کو سب سے پہلی یورپی دستگاہ حاصل تھی اور انھیں خصوصاً امرات کہہ کر پہچان  
میں بہت متہور تھے۔ انھیں کہ مرصعوں کو دائرہ بھی یا اس سے صفت دیا کرتے تھے  
لہذا اب ان کے عارف دہلوی صاحب کو اس سے سلام عرض کیا تھا جس سے مرور تا گردناؤں  
میرا عارف ہے۔ ان کے انتقال کیا صاحب دیوان ہیں۔

چونکہ آزاد و مطرنا و دق شاعری اور بہرہ گیر طبعیت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے ہر  
صنف کلام پر خوب طبع آزمائی کی ہے آپ کے کلام میں مصابین کی لطافت، الفاظ کی  
معاذرات کی ترکیب قابلِ داد ہے آپ تشبیہیں اور اسعار سے ماکلئے طریق پر استعمال  
کرتے ہیں۔ رماں بالکل صاف۔ روانی سیاں سجتہ کار شاعر ہوئے کی دلیل ہے۔  
الکر نیڈر ہیڈرلی آزاد کے سوا کبھی کبھی الٹ تھی غلط استعمال کرتے تھے معلوم ہوتا ہے  
کہ الٹ الکر نیڈر کا محف ہے۔

آراد کی وفات کے بعد ادا کے بڑے بھائی تھامس ہڈرلی نے جو ریاست بھرتیو  
میں ڈپٹی تھے ایسے بھائی آراد کے عزیز دوست میر شوکت علی نقیواری کی مدد سے آراد کا کلام  
جمع کر کے دیوان ترتیب دیا اور ۱۲۹۹ھ میں مطبع احمدی آگرہ میں طبع کر کے شائع کیا۔ دیوان  
دو دیباچے ہیں ایک فارسی دوسرا اردو۔ اولی الذکر دیا چہ منشی شوکت علی صاحب نقیواری  
لکھا ہے اور ثانی الذکر مختصر دیا چہ آراد کے بڑے بھائی تھامس ہڈرلی نے لکھا ہے۔ دیباچہ  
کی رماں بہت صاف ہے جس سے یہ جلتا ہے کہ آراد کے بڑے بھائی تھامس ہڈرلی ہی  
اردو کے ایچے اتا پر دار تھے۔

آراء کے دیوان میں قصائد، غزلیات، مہتمم خطوط، تاریخی قطعات اور نظمیں ہیں اور  
صفحہ ۵۰۰ ہیں۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

رہے وحدت ہی دیو و عزم میں جلوہ آ رہا ہے  
 ارل سے ٹھوہوں جس کے حمال حیرت اور اکا

میری صورت سب کچھ دیتی ہے میرا دل  
سوزِ تنسِ دل لے اُلی کو منی کی تھی کمی  
تمام عمر رہا میں سبھوں سے بگانہ  
حسِ رقصِ مایہِ بہتی تھا کس قدر آزاد  
صبح تک سب جاگتے ہیں تب کو سوتا ہوں  
میرے تیرے دیکھ کر وہ مجھ سے بظن ہو گیا  
جو جلائے کو مرے دلخِ حسگر پیدا ہوا  
رہا میں اس پر بھی عزت میں گو دلیں میں رہا  
تمام عمر تلاش مئے بھس میں رہا  
جامِ مے سورجِ ماہتابِ میاں گیا  
جائے کا کہاں قصد کریں بکے رہا ہم  
اوقات کریں ایسی تلف بہرِ عہدِ ہم  
دیکھا تم دیکھنا مستِ انجمن میں آئینہ  
عیاں ہے سب میں کہاں ہے محی کب اس کا علوہ نقاب میں ہے۔

نہ دے جو ہو گیسو نہ دے جواب تو دے  
اس لے اس طرح کیا یک جو گاڑی ہم  
لے اہل دید دیکھ لو آنکھوں سے کیا ہے سچ  
لے کسی کٹے گی مری عمر کس طرح  
لے جذبِ اکاد یہی ہے مدد کا وقت  
کب دیکھ کے ڈرتے ہیں تری زلفِ دقاہم  
تقدیر یہ تاکر رہے راحیِ حیرام  
محمل سے تری اٹھائیں گے ہم  
ہو کے حاکمِ عالم میں ترے کتنگاں بھرے لگے  
ہم اہل سے ہیں کسی کی استاں کے یاں  
قصور اپنی گاہ کا ہے وگر کب وہ جاب میں ہے  
لے حو تجھے دیا ہوئے تبا تو دے  
کچھ نہ کچھ ماتِ قیسبوں لے مانی ہوگی  
میں کیا کہوں کہ وہ ہیں کیا ہو رہا ہے سچ  
جو مرا حیاں لہا ز تھا سو مر گیا ہے آج  
وہ غم میں مجھ کو چھوڑتے ہما جلا ہے آج  
گرا ایک بلا وہ ہے تو ہیں ایک ملا ہم  
اس کس کی تکلیف کریں اور کس کا گلہ ہم  
یوں غیر کا دل مٹھائیں گے ہم  
مہر میں جیسے غبارِ کارواں میرے لگے  
دڑہیں ہم سے اگر اب آسمان بھرے لگے

بائے خدا کے ہاں بھی تکلف قبول ہے      میل فلک یہ ڈالی تاروں کی جھول ہے  
 یابی کے رہے تیا ہوں تو راہِ سر تک      کھانا پسند غمِ حراست ہیں مجھے  
 پھرتا ہوں تنگسائے بہاں میں جھیا جھیا      طالع سے رستہ خنجر کے طاقت نہیں مجھے  
 کہ احاک اتھتا ہو کہ جیسے سے میر ہوں      بے وجہ حرکتِ فکرِ معیت نہیں مجھے  
 جس قدر روئے گئے دو ماہو سحرِ حکر      آبِ اشکِ حشم گریاں اس پہ زخمِ گلیا  
 میکسی میں سخت مشکل ہے جھیا مارا رکا      رنگِ تباہ ہے شکستِ توہ کی آواز کا  
 گریاں کھرو دیں ہے ہم ہے آزادِ عالم میں      یہ بھی بات تہ تک تسبیح اور راگرد تک  
 حب سے پایا و تمسولے یاؤں کا سرے کج      سر کے لٹا ہوں کے کوئے جاہاں کی کج  
 کیا لطف ہے بے لطف ہو کر عیتیں تہارا      محفل میں اگر مجھ سے نہ ستر او تو آؤں  
 کیا گھر میں تہارے درو و پوار کو دیکھوں      ہم اپنی صورت مجھے دکھلاؤ تو آؤں  
 آج دامن اگر خراب ہیں      کیا رماے میں انقلاب ہیں  
 عقل سے ماہر ہے میری تیرہ جتنی کا بیاں      سگ موٹی ہو اگر لوں سگ مر مر ہا تہیں  
 تیرے دیوانے کے جیجیہ کیا ہے لڑکوں کا جوم      کچھ ہیں تیرے چھوٹیوں میں کچھ ہیں تیرے ہاتھ میں  
 از بس کہ خوفِ ناک ہوں جو فلک سے میں      ڈرتا ہوں آسمان سمجھ کر حساب کو  
 مال ہے نارائے کا ہمارے سیارے      سو گالیاں ہتھ نہیں اک دعا کے ساتھ  
 وہ کدھر ہوا ہے دل اس کا      کوئی صورت ہیں صفائی کی  
 ڈوب جانے میں کیا رہا ماتی      آپ سے حکمِ آسمانی کی

اسفان اسٹیمس یا اسٹیمس (Steamship or Steamers) مائلم سٹیم  
 تھلس دی میں بیدا ہوئے ان کے ماب یو ہیں تھے یچیں سے اسفاں کو اردو سا لڑی  
 دھسی تھی اور ہتھ ستر او علما کی صحت میں مٹھا کرتے تھے اسفاں کا سنیہ ایش اسات



ممت سے رکھے کے تامل یہی ہے      میں جس یہ تامل ہوں وہ دل ہی ہے  
 مرے مت سے اچھی یہی محو حقیقت      مگر یہاں کرے کے متامل یہی ہے  
 غلطی کس طرح سے دیکھ جائیں جاں بسمل کی      نظارہ ہو دم آسمان آئے آرڈل کی  
 ستم ایسا نہ کرے ماعساں فصل بہاری میا      گرائیں سکلیاں آسمان ہو آئیں عماد کی  
**شکر** | ڈایال شکر طیس تہل کارڈر نام شکر کھس صلح ایٹھ میں رہنے تھے ان کے  
 راگوار سرکار انگریزی میں معرر عہدوں پر کارگر ار رہے تھے پہلے فنا کے شاگرد تھے اس کے  
 بعد مرزا عباس حسین ہوتس لکھنوی سے ہتھورہ جس کرے لگے کلام کامونہ جسے مل ہے۔

رہیں ہے اس جگہ لے آسمان ہے      تعالٰی اللہ کھس ایا مکان ہے  
 رہیں و آسمان کے دیباں ہے      معلق مرغ دل کا آستیاں ہے  
 اٹھالوں کوہ عسم مثل یرکاہ      مگر سر دوست پر مار گراں ہے  
 ہوا گردس سے ثبات تعقیق      رہیں کہتے ہیں جس کو آسمان ہے  
 لحد میں کیوں ٹکے لے جلنے والو      عدم کی راہ میں سر لکھاں ہے  
 یہ بھلی تیرے داسوں کا ہے یرتو      یہ مادل سری آہوں کا دھواں ہے

دعائیں ہویں کارگر فرستہ      ہوا مد توں میں اترتہ فرستہ  
 تڑپتے تڑپتے تب عم کٹی ہے      ہوی ہے عوسی کی محو فرستہ  
 ملا آہ حائے کہیں میرے سرور      چلی رلف یھر تا کر دستہ فرستہ  
 بہن مسیح آسویہ رک ک کے آتے      کلتے ہیں کمت مگر دستہ فرستہ

**شور** | عایج ریس شور (George Burns Shaw) نام شور تخلص علیگند میں

سلہ مر اعساں جس کھس ہوتس لکھنوی کے رہے ولیم میں آفتاب الدولہ ارشد علی حلق لکھنوی  
 کے شاگرد ہیں۔

رہتے تھے فارسی۔ اردو میں ابھی مہارت تھی۔ صاحب مدکرۃ السعرا ہستی کریم الدین علیہ  
 تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۶ء) میں میرے مکان پر متاع عرب ہوا اگرچہ تھے  
 اس مشاعروں میں بڑھے کے لئے شورایسی عریں اکثر معیا کرے تھے تو رکے دو اردو دیوان  
 جیص گئے ہیں لیکن بابا میں دونوں دیوان متار المطالع میرٹھ میں جیسے ہیں۔ طبع ۱۲۹۰ھ  
 ہے دوسرا دیوان ۲۶۶ صفحوں پر مشتمل ہے۔ مؤلف کلام حسب ذیل ہے

دیر و حرم میں توہ دے ترجیح را ہدا      سر طس طرف چھکا یا وہی سجدہ گاہ تھی  
 حاضر تھا ای مان سے ایسا تراضی      دیکھے سے جس کے مالت علیٰ تباہ تھی  
 ملے یہ سجدی کہ عودی سے عکلا دیا      در یہ ریت مرگ کی لیے گواہ تھی  
**شہزادہ ہمسچی** | شہزادہ ہمسچی (Christian Prince) نام خلیفہ شہزادہ ان کے برادر  
 فرانسیسی تھے جو عہد اکبر شاہ میں ہمدونیاں آئے تھے شہزادہ ہمسچی روس کو تھوڑا سا تھے اور ۱۸۱۵ء  
 میں کونسل بھوپال ہمسچی کے ممرتھے کہتے ہیں کہ اردو درماں میں ابھی مہارت تھی اردو ساج  
 کا دوق بہت اچھا تھا طبیعت ابھی یابی تھی اردو شعر بہت اچھے کہتے تھے افسوس کہ تہی کر  
 میں اس کے کلام کا نمونہ نہ ملا۔

**صاحب** | اکیسریں ہارڈٹ (A. B. R. and Arnold) نام صاحب  
 خلاص تھا ان کا خطاب نواب ظفر باب خان مظفر الدولہ تھا اور اسی نام سے مشہور تھے  
 سردھ سے کی مشہور گیم تھرو ملقب بہ زینت السائکے مرز تھے مسلمانوں کا لاس بہتے تھے  
 اور اس کی طر معاشرت ماکل اہل سلام کی طرح تھی اس کی اردو ساجری کی بہت تہرت تھی  
 ان کے اشعار کو بہت مقبولیت حاصل تھی دہلی میں اس کے مکان پر شاعرے ہوتے تھے تھہر

۱۲۶۱ھ میں ان کی عمر ۹۰ سال کی تھی یہ سب سیکنڈ ہونے کے  
 مصنف ہیں ان کا تذکرہ متعلق اردو بہت مشہور ہے ۱۲۶۱ھ میں شہزادہ عرب رب السائیک عرب مسلمان کی  
 بیٹی تھی اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور محل ہوٹل سے شادی کر لی تھی لہجے تو ہر کے وفات کے بعد وہ  
 سردھ میں گریں دی گم تھوڑے ۲۴ محوری ۱۲۶۱ھ کو وفات پائی ۱۲



معلوم ہو سکتے ہیں  
 'صاحب حیراتی حاضرات' کے تاجر کے تھے علم موسیقی اور مصوری میں اچھا دل رکھتے تھے، آپ نے عیسائی عالم کتاب میں شہرت میں دعوت پائی مگر کلام حیل ہے، لہذا آپ نے یہ نام یہ سارا ایا بارے اس کیجیہ ہے لمبی استعارہ ایا ہے رلف طوقہ رل حط دکر کے آریاں یا تو دہا ہے روح سکندر کے آریاں **صاحب** مشر جو ہاس (Johans) نام صاحب تخلص تھے یہ اچھا کہتے تھے میر ویر علی صا کے تاجر کے تھے اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے مگر کلام حیل ہے۔

دیکھ ماتوڑ کے دشت میں کلھاؤں گا مجھ کو یہاں تے ہو رہیر بہ رہیر مست  
صاحب | طاریح فانیٹھم امام صاحب تخلص اں کے والد کا نام کیتاں رماروٹو  
تھا یہ فریسی الاصل تھے اں کے والد نواب رطام الملک والی دکن کی سرکاری زمیندار تھے  
کے کیتان تھے موسیوریمو دکن کی فریسی موح کے امیر علی اں کے رتہ دار تھے ۱۸۱۶ء  
میں میتیں لیکر اقصیہ عمر امدو رو ساوہند کے علاج معالجہ میں سر کی صاحب کے والد کا انتقال  
۱۸۱۵ء میں ہوا۔

صاحب کا کسی یہی ایں معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہوا ہے کہ ۲۹ اگست ۱۹۴۷ء کو  
ادوار کی عمر چالیس برس سے زیادہ بھی اس کا بانی تعلق راجستھان پور سے تھا صاحب نے

[illegible]



حافظ تشرابی <sup>مولانا</sup> مولانا علی محمد اور الاسلام اور مولوی محمد حطائے سے فارسی اور عربی کتابیں  
پڑھی تھیں۔ سروسن میں میر خٹک علی شفقت سے متورہ لیتے تھے اردو، فارسی و دورا کو  
میں شعر کہتے تھے اور اچھا کہتے تھے۔ صاحب کے ملا وہ کبھی کبھی حرمیں بھی تخلص کرے تھے  
مومنہ کلام حب دہل ہے۔

یہ آروہ تھے آنے کی مجھے لے تیغ کہ چھوٹے وعدوں نہ بھی انتظار بانی ہے  
امید صبح وصال صدم نہ اند مرا شب مراق روز سببیتا مرا  
گردوست مرادوست مدارم چہ کنم بر حال من ار جسم بیار دینہ کنم  
راضی رضائے دوست مائل ای حرمیں تحریر ازل نہی شود رد چہ کنم  
ساجا ہر خوش آب در نہ دریا فتادہ است کہ کس ایسج اراں مدار دیاد  
با گل کہ دمیدہ است کس ندید آن کہ بوئے حلیش بویانہ میسید ہر یاد  
طوماس | جان تھا ماس (مام طوماس تخلص)

تھا۔ مام طوریر خاں صاحب کے نام سے مشہور تھے اس کے مای کا مام خارج تھا  
عرف جاہری صاحب تھا طوماس پہلے ہانسی میں رہتے تھے پھر شہرہ میں دہلی چلے  
اور آخر دم تک یہیں کے ہو رہے اردو شعر کہنے میں اچھی متق بہم پہچانی تھی۔ دہلی کے  
مشہور شعرا میں شمار کئے جاتے تھے، تباہ نصیر سے ملے تھا مومنہ کلام حب دہل ہے۔

سلہ سید محمد علی شفقت لہ یار محمد شاہ دہلوی صاحب کے طبع تھے ساہ نصیر کے تاگر وقتہ رائے میں رہتے تھے  
۱۱۔ ولیدہ سلہ لہ بھری میں ۶۶ رس کی عمر میں وفات پائی ۱۲۔ سلہ حاج قاسم قوم آرتس سے تھا انگریزوں کے  
ساتھ ملای کی حقیقت سے مددستان میں آیا تھا بعد میں بگیم ترو کی قوم میں ملا رہا گیا ۱۳۔ بہادر تھا اس سے دو واقعہ  
ٹری ہادی دکھائی تھی ایک قوم رگو کل گرٹھ میں بادشاہ شاہ عالم کی حاکمائی تھی، اردو سے متعلق ۱۴۔  
میں نواب طہر باباں سے لے دی ماں کے خلاف عداوت کی تھی کو گیم ترو کو اس میں یہ ٹری مادری سے بھا  
۱۲۔ سلہ تباہ نصیر الدین لہ یار دہلوی تاگر دیر سے دی مائل ۱۱

سودا ہے رلے سیف ثانی کا اس قدر روئے ہیں ہم کھڑے سر مارا زرار رار  
**فراسو** فراں کوئس کوئیں (نام فراسو)  
 تخلص تھا اس کے والد کا نام آگش تھا خو فراسیسی تھے ادبگیر شہر کے ہاں ملازم تھے  
 فراسو ہندوستان میں سدا ہوئے یکم شہر کے درباری شعرا میں سب سے زیادہ  
 ممتاز تھے اس کی شاعری کی بہت تہرت تھی ان کے مصایف کثیر التعداد ہیں ان کا دیوان  
 جو عرصہ سے نایاب تھا حال میں اس کا ایک نسخہ دہلی میں ملا ہے اس وقت لائبریری میں  
 دہلی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ فراسو کی دیگر تصانیف کا تذکرہ نہیں ہے۔ خیراتی خاں  
 دستور سے تلمذ تھا نمونہ کلام حسب ذیل ہے:-

سے جواب میں دیکھا تو نظر ابھی نہیں گئے	صفت ہے۔ گرواب کی نصیر اٹ جائے
بھٹتا ہے کیا ہی تجھ کو لے یا ر سگرا	ٹھک واسلے مل کے بھار مسکرا
یوں کو لے سست کر تیرے دہس کے آگے	ہسا نو یک طرف ہے دتوار مسکرا
ہاتھوں نے نہ ایک تار گریاں میں جھوڑا	ماؤں نے نہ اک خار بیاں میں جھوڑا
دم صامحہ سے ہوا اور میں صامد سے ہوا	رفتہ رفتہ یہ مراحل تھے علم سے ہوا
مجھ کو کہتے ہیں ٹراڈ صہ ہی تھے یا یہی کا	سو خیا طور در آپ کی عیت ساری کا
یوں دل آوارہ اینا لے فراسو گم ہوا	مرع وحشی جسے ہوئے آتیا لے سے بھرا
خواب کی دوری میں دل بر میر سے غم گہرا	سدا دیکھ گم گم راھنوں یہ بھی گم گہرا
بھارات فراسو کا ہماں وہ تیریں اب	کیا کہئے مرا اس سے جو کچھ کہہ سگم گہرا
یہ تحہ روم کی خواہش ملک تمام تھے ہیں	تمہارے نام کو ہم صبح سے تا نام تھے ہیں
گائے ہیں نول معرف مرع جس علی الصباح	ہلتے ہیں لے وحد میں سرو میں علی الصبح

لے از سرایم ایم ہے دہلی رلے ہاوردیں دیوال صاحب مرشد زین دہلی کے فرزند ہیں آپ نے سالہا  
 کی محنت سے اردو کے سب سے ماسی دیال کا ایک تذکرہ لکھا ہے جس کا نام مذکور ہزار داستان معروف ہے۔ چھاپہ خانہ  
 کی یہ جلد رطلے ہوئی میں فقیر رزنامہ میں ۱۲

رکھ اس کے تصور میں سدا دہ تر بند  
 لارم ہے کہ کاتنا نہ خلوت کا ہو درد  
 ایسے تو سخت سکندر پر فرسومت اگر  
 دیکھ ذلت مر گیا آخر کو دایا کی صبح کر  
 قدرت ہیں حواؤں تھائے یلگیر  
 جب تک کہ تم ملاؤ کہ آسے ملکیر  
 جس کے لیے بھائے ہیں بھولوں کی بیخ زور  
 وہ گل کسی نہ آیا ہمارے یلگیر  
 اے دل مصطر تو زیر خاک بالوں کو چھیستے  
 یمن لے اب تو عدم کے سویوالوں کو چھیستے  
 اے فراسوس بقول تنصص کیا ہے فائدہ  
 دم میں خوش دم میں خفا ہو جایوں کو چھیستے  
 قاصد یہ کہتو اس سب سے مرے لگ  
 کت تک رہو گے عاتق رنجورے لگ  
 یار سے دور ہو گئے ہیں ہسم  
 سخت رنجور ہو گئے ہیں ہسم  
 حلتے دل کو فراسو کر کے یسر  
 موسیٰ طور ہو گئے ہیں ہسم

اکے حملے مجھ سے تو یار ہے اور میں ہوں  
 اس وعدہ حلائی کی تکرار ہے اور میں ہوں  
 وہ دل مرا مانگے ہے میں وصل کا ملازمت  
 انکار ہے اور وہ ہے اقرار ہے اور میں ہوں  
 وہ دن گئے حب تیرا دیدار تھا اور میں تھا  
 اب رو رو آنکھوں کے دیوار ہے اور میں ہوں  
 کہوں میں دل کے تڑپے کی کیا حقیقت آہ  
 خدا کسی کو دکھائے نہ اصطراب کے دن  
 ہم خاک ہوئے تو بھی در سے نہ ٹپے تیرے  
 الفت اسے کہتے ہیں چاہب کی یعنی ہیں  
 آماد ایک رو رہ دیکھ اکھوٹے  
 کیا ہے کے میں کردں دل طاب خراب کو  
 یوں ہم آغوش ہوں یری کے ساتھ  
 جس طرح جسم ہو دے جی کے ساتھ  
**فلاطون** اسم جاسٹ نام فلاطون تخلص تھا عام طور پر ڈاکٹری صاحب کے نام  
 ہشور تھے حیدر آباد دکن میں ملارم تھے ڈاکٹری علاج معالجہ میں ٹرانام پیدا کیا تھا اس تک  
 بھی حیدر آباد دکن کے باشندوں کی زبان میں ملارم ہے اس کے والد فوج میں کیتاں کے  
 عہدہ پر تھے۔ فلاطون کو اردو فارسی میں کمال دستگاہ حاصل تھی اردو بہت فصیح و سلیقہ  
 تھے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے فارسی میں ایمر الشہداء میر درد کی

تاگر دتھے اردو میں مراہدی جس حاسے تلذ تھا۔ ۱۷۸۶ء میں اس کی عمر چاس کی

تھی مودہ کلام حسب دلی ہے۔

کیوں حسراں میں برتیکہ کر مر جائے غم  
ہے تنائے گل سے فائت تھائے غم  
حوس گل سے کم ہیں کچھ سلسلوں کا بھی جوم  
ہی شہنی نظر آتی ہے حائے غم  
کیا کرے گلشن سے اس کا آب وادہ اٹھ گیا  
دام میں عود میں گئی بیٹھے بھٹکے غم  
شاہ گل صاحب زربے طے گا کچھ نہ  
اس کی آنکھوں میں ہے کیا گرک فوج غم  
حال وہ بے عتق گل میں شوگنی آرام سے  
وردے دریاں ہوا آخر دوائے غم

رُرد دل ز عالم حاکی صفا طلب  
ایں آب نہ صورت آئیں مطلب  
یہیں از صبا بر حال دار پاکشیں  
لے گل راستہ آخر استا طلب  
**مفتول** اسٹش ٹنی سلورا  
(نام مقبول)

تخلص تھا تیر گزری النسل تھے۔ اگر وہ میں قیام تھا اردو شعر اچھا کہتے تھے مراعات  
ماہ کے تاگر نے مودہ کلام حسب دلی ہے۔

سکالوں کس طرح پہلو سے لکھا اس کے یہاں کا  
کہ دستیں گردل میں ہوا ہے آج یہاں کا  
گئے رابع اس نے گاہ دل میں گاہ لب  
تھکتی بھرنی ہے گھڑے جہم راہیں روح  
عجب ترے کتے کا دوا ہے یہ ہے  
تا اب حسد ہے نہ تار کھس ہے  
**واکر** | **داکر** |  
نام داگر کھس ہوا تو مگریر کا گنہ میں بہتے

تھے اردو زبان بہ صاف نوتے تھے شعر بھی کہتے تھے مودہ کلام یہ ہے۔  
ج شعرا ہے جس کو رے لور کی ہڈی  
کیوں رنکشت سے تیرے جلے جو کی ہڈی  
اد طاب دیا تھے عسرت ہیں آنی  
کھائی دہن خاکش نے نفعور کی ہڈی  
گر راست ہو قسمت ہو کی باعث دول  
مہتور ہے کج پاؤں میں تیمور کی ہڈی

لیحد عبات علی ملک ماہ لکھو کے اسدے تھے لیکن اکرا دیں کویت اعیار کی تھی۔ جواد آق کے  
شاعر او صاحب دواں ۱۱

تایروم سرد کی طاہر ہوئی جب سے نس ہو گیا سچ ہو گئی کافور کی چوٹی  
**ڈائٹل سوئچر** | ڈائٹل سوئچر | (کے باپ کا نام دارج  
 لے ڈائٹل تھا۔ ڈائٹل سوئچر کو میگم تھرو نے گود لیا تھا میگم تھرو کی وفات ۱۲۷۱ء میں واقع  
 ہوئی میگم کے مرنے کے بعد ڈائٹل سوئچر تمام ہیٹ کے مالک قرار پائے لیکن بعد میں ان کو  
 ملکی حقوق سے محروم کر دیا گیا اور وہ آخر دم تک لڑتے رہے۔

ان کی تعلیم دہلی کالج میں ہوئی تھی وہ فارسی کے بہت بڑے ادیب تھے اسلامی  
 لطیف سے ان کو حاصل و پس تھی۔ اردو بہت صاف اور فصیح لکھتے تھے اردو شعرا  
 کہا کرتے تھے انھوں نے کہوہ کے لئے ان کا ایک شعر کسی تذکرے میں دستیاب نہیں ہوا  
 محوڑا صرف حالات یاد رکھنا کہ باہر۔ نظر ہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ڈائٹل سوئچر  
 ابتدائے عمری میں انگلستان چلے گئے تھے اور جو کچھ ایسا اردو کلام تھا ساتھ لے گئے تھے  
 اور پھر انگلستان سے واپس نہیں آئے۔

**ملکہ اسی** | نام ملکہ تھیں ان کے مایہ کا نام ستر لاکھ  
 ہو کلکتہ پولس میں سپرنٹنڈنٹ تھے اور ستر لاکھ روپے قومی انگریزوں سے ملے ملکہ کو موتی  
 میں ایجاد دخل تھا۔ کبھی کبھی اردو شعر کہتی تھیں مولوی عبدالعزیز اسحاق سے تلمذ تھا آخر عمر میں  
 متروک۔ اسلام ہو گئی تھیں کلکتہ میں سکونت تھی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:-

ہو گئی بیس بھئی ہمایہ کو تاج حرام میں ہے ناکہ کو کسی رات ستر تمام کیا  
 آہ و راری ہیں سنتے بھدار اتوں کو اس صدم کو ملکہ نے ہی مگر رام کیا  
 ہجر میں دل کو بعیت راری ہے حوس سدا آہ و راری ہے  
 آنکھیں تھرا کے ہو گئیں ہیں عید کسی ست کی حواظ راری ہے

سلہ عبد العزیز ان نسخہ کلکتہ میں رہتے تھے۔ "من ستراد" کے نام سے اردو کا ایک ہمسایہ  
 تذکرہ لکھا ہے صاحب دیوان ہیں ان کا کلیات یہ کیا ہے

## شایق

ماں ماسم نام شایق تخلص تھا اں کے والد جارج فاسم فریسی تھے مختلف فوجی عہدوں پر مامور رہے فوجوں سیاہ گری میں طاق تھے شیشہ انہیں زندہ تھے ایک تک حریفوں میں رہے اور وہیں وفات پائی جو کہ اں کے والد کا توسل ریاست رامپور کے تھا اس لئے اں کی نشوونما بھی وہیں ہوئی اردو فارسی کی تعلیم بھی رامپور ہی میں پائی ہوئے کلام یہ ہے۔

حورِ رقیب دست درماں و طغیہ  
کیا کیا دعائیں ہسم نے ہیں تیرے واسطے  
چمچیت | مسرارچش نام ضمیمت تخلص تھا اں کے توہر کا نام بھوآرچش تھا اگرچہ میر فیاض تھا اردو فارسی تقدیر ضرورت مانتی تھیں ہوئے کلام یہ ہے۔

روٹھاپے ہمارا خود دس کرکئی دس  
اس واسطے رہتی ہوں میں مصطرکئی دس  
مقسوم کی جولی ہے قیمت کا ہے احساں  
رہتا ہے حجاب مجھ سے خود دس کرکئی دس  
جدا کے رُودرو جا مامد است مجھ کو بھاری  
کوئی یکی نہ ن آئی اسی کی ترساری ہے  
حفی | اتنی تخلص ملیک صاحب ہمدرد کی دختر تہین صغر کوئی میں تہو تہیں ریادہ چال معلوم نہیں ہوا نمونہ کلام یہ ہے۔

حن سے ہم آستہائی کرتے ہیں  
ہم سے وہ یوسفائی کرتے ہیں  
اے حلی ایسے انکٹے تاثیر  
معت میں جگ ہسانی کرتے ہیں

خود تنویر ایسری سے جینی دام میں صیاد  
ترسدہ تیرے ایک ہی داہ کے نہیں ہسم

منت

## ضمیمہ

شکر اور شہور صاحبان کا کچھ کلام طباعتِ مذکرہ کے بعد دستیاب ہوا تھا جو اس  
طور ضمیمہ کے درج کر دیا گیا۔

حکیم محمد فصیح الدین صاحب رجب لے ۲۹۱۲ء میں شاعرہ عورتوں کا ایک مذکرہ موسوم  
”بہارِ ستاں نار“ لکھا تھا جس کا تیسرا اڈیس ۲۹۹ء میں تالیف ہوا ہے۔ مقررہ تاریخ سے پہلے  
اس کی تاریخ لکھی تھی جو مذکرہ مذکور کے صفحہ ۱۱۳ پر درج ہے تاریخ مذکور حسب ذیل ہے۔

جیسا یہ مذکرہ عیسائی ترمیم بار مؤلف جس کا رنج اہل  
لے تاریخ ہانفے کہا شہور کہ یہ بھی کیا بہارِ تازہ تر ہے  
ڈانیاں گارڈ صاحب شکر کی حسب ذیل دو غزلیں رسالہ گلشنِ نادیں

طبع ہوئی ہیں:-

کیا خوفِ دل کو ہو میرے روز سار کا	ہوں معتقد ہیں صحتِ یور و دکار کا
کیا اعتبارِ زندگی مستعار کا	ہو کیا قرارِ ہستی نایا میدار کا
جیسا ہوا محال ترے حانِ نار کا	اے صبرِ باقہ تو ٹھگیرا اجیار کا
اے گلِ شاگنِ گلی تری کا آکھیں تہائے	عالمِ نظمیں ہے لہاں یار کا
مضمونِ تہیں سے کو تر کے یر حلیں	لے جائے نامہ کون تہے تھوار کا
رتہ ہے خاکساروں کا مرے یہ بھی ملد	گندِ ماہے قریہ دل کے غمار کا
ہمدی تب وصال لگائی ہے یارے	گل ہو گیا جس طرح سے انتظار کا
زہر ہے آبِ آبِ بامِ سببِ کار کا	طوفاں سپاہے طلق میں حشرِ نار کا



تم بھی اس میدان سے جگر میں جاشیں  
 جسے نہاں اناریں دانہ انار کا  
 یہ بجا ہے بعد مرگ ملک پر ہمار  
 رتہ ملکہ حلق میں ہے خالار کا  
 مس آہ آتیر نہ دکھا آئی گویاں  
 ہینا لبک کے عرش نہ الا تار کا  
 لائی سیم مردہ گل سسل جس  
 گلشن اڑا دیا ہے موسم بہار کا  
 کما مجھے دشمنی تھی کہ جو مادہ سدا  
 حاکم اڑا دیا مری مت عبار کا  
 حیرم نرال نے مجھے وحشی سائیا تکر  
 مقتہ جو مادہ آیا مجھے حیرم بار کا  
 (گلہ شدہ بار ۱۸۸۵ء)

دیگر

بیجودی تھی نہ ہوتی تھا تن کا  
 ہائے کیا وقت تھا لڑکیں کا  
 ساما کرتے تھے ہمتیں کا  
 ہائے کیا وقت تھا لڑکیں کا  
 رومہ ہنسنا ہمیں برابر تھا  
 ہائے کیا وقت تھا لڑکیں کا  
 دل سنبھل جائے ہاتھ آئے اگر  
 ایک تعریذ تیرے عوس کا  
 ہیں رلیس یہ ڈسے کو میرے  
 چوڑا یا لا ہے اس نے انکس کا  
 نہ معذوق تو دہ دل میں  
 ہو گیا سیراس کی جیوں کا  
 قرے سکر جی اٹھیں میرے  
 سُم جو لگاٹ جائے اس کے توس کا  
 (گلہ شدہ بار ۱۸۸۶ء)

